نفاذ شریعت کی جدوجہد
اور مغربی ممالک میں مقیم مسلمانوں کی ذمہ داریاں

مدیر الشریعہ مولانا زاہد الراشدی ۱۹۹۰ء میں شمالی امریکہ کے دورہ کے موقع پر شکاگو بھی گئے جہاں انہوں نے ۲ دسمبر کو مسلم کیمونٹی سنٹر کے ہفتہ وار اجتماع سے "شریعت بل اور پاکستان" کے موضوع پر مندرجہ ذیل خطاب کیا"

بعد الحمد والصلوۃ

محترم بزرگو' دوستو اور قابل صد احترام بہنو!

ابھی تھوڑی دیر قبل شکاگو پہنچا ہوں اور مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ آپ حضرات کے سامنے پاکستان میں شریعت اسلامیہ کے نفاذ کی جدوجہد کے بارے میں کچھ معروضات پیش کروں۔ اس عزت افزائی پر ایم' سی' سی کے ذمہ دار حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہوئے آپ سب احباب سے اس دعا کا خواستگار ہوں کہ اللہ رب العزت کچھ مقصد کی باتیں کہنے اور سننے کی توفیق دے اور حق کی جو بات بھی علم اور سمجھ میں آئے' اللہ تعالیٰ اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائیں' آمین یا الہ العالمین۔

حضرات محترم! پاکستان کا قیام ہی اس مقصد کے لیے عمل میں آیا تھا اور قیام پاکستان کی بنیاد اس امر کو ٹھہرایا گیا تھا کہ مسلمان ایک الگ قوم کی حیثیت رکھتے ہیں اور اپنے مذہب' اقدار' روایات اور نظریات و عقائد پر عمل درآمد کے لیے مسلمانوں کو الگ خطہ وطن کی ضرورت ہے۔ اسی مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کے نعرے کے ساتھ پاکستان قائم کیا گیا تھا لیکن قیام پاکستان کو تینتالیس سال کا عرصہ گزر جانے کے باوجود ابھی تک ہم اپنے ملک کے نظام اور اجتماعی ڈھانچے کو اسلامی عقائد واحکام کے سانچے میں ڈھالنے کی منزل حاصل نہیں کر سکے اور شریعت اسلامیہ کی بالادستی اور نفاذ کا جو خواب پاکستان کے قیام سے پہلے اس خطہ کے مسلم عوام نے دیکھا تھا' وہ ابھی تک تشنہ تعبیر

ہے۔

اس سے پہلے کہ میں ان رکاوٹوں کا ذکر کروں جو پاکستان میں اسلام کے نفاذ اور شریعت کی بالا دستی کی راہ میں حائل ہیں' نفاذ شریعت کے حوالہ سے اس تدریجی پیش رفت سے آپ کو آگاہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں جس کی رفتار اگرچہ بہت سست ہے لیکن بہرحال ایک پیش رفت موجود ہے اور اس سلسلہ میں عملی کام ہوا ہے جسے آگے بڑھانے کی کوشش مسلسل جاری ہے۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلا اور بنیادی کام "قرارداد مقاصد" کی منظوری ہے جو ۱۹۴۹ء میں دستور ساز اسمبلی کے رکن حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی" کی جدوجہد کے نتیجہ میں متفقہ طور پر پاس ہوئی۔ اس قرارداد میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے یہ طے کیا گیا ہے کہ عوام کے منتخب نمائندے خدا تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ہدایات کے دائرہ میں رہتے ہوئے ملک کا نظام چلائیں گے۔ یہ ایک اصولی فیصلہ تھا جس سے ملک کی نظریاتی بنیاد متعین ہو گئی اور اس امر کا فیصلہ ہو گیا کہ پاکستان ایک سیکولر ریاست نہیں بلکہ نظریاتی اسلامی مملکت ہے۔

قرارداد مقاصد پاکستان میں اب تک نافذ ہونے والے ہر دستور میں شامل رہی ہے اور موجودہ آئین میں بھی' جو ۷۳ء کا دستور کہلاتا ہے' شامل ہے لیکن اس قرارداد کی روشنی میں جو عملی اقدامات ہونا چاہئے تھے' ان کی رفتار سست رہی بلکہ ایک لحاظ سے نہ ہونے کے برابر تھی۔

دوسرا مرحلہ ۷۳ء کے دستور کی تشکیل کا تھا۔ اس وقت دستور ساز اسمبلی میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب' حضرت مولانا عبدالحق صاحب' مولانا شاہ احمد نورانی' پروفیسر غفور احمد اور ان کے رفقا کی جدوجہد سے ایک اور اہم دستوری فیصلہ ہو گیا کہ اسلام کو پاکستان کا سرکاری مذہب قرار دے دیا گیا اور ملک میں نافذ قوانین کو اسلامی احکام کے سانچے میں ڈھالنے کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل کی تشکیل کے ساتھ اس کام کے لیے وقت کی ایک حد طے کر دی گئی۔

تیسرے مرحلہ میں جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کے دور اقتدار میں ہونے والے وہ اقدامات شامل ہیں جن کے تحت بعض شرعی قوانین کے نفاذ کے علاوہ وفاقی شرعی عدالت کا

قیام عمل میں لایا گیا۔ وفاقی شرعی عدالت ممتاز علماء کرام اور جسٹس صاحبان پر مشتمل ہے اور اسے یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ ملک کے کسی بھی قانون کو قرآن وسنت کے منافی قرار دے کر حکومت کو قانون کی تبدیلی کا نوٹس دے سکتی ہے۔ اگرچہ دستوری دفعات' عدالتی نظام' مالیاتی قوانین اور عائلی قوانین کو وفاقی شرعی عدالت کے دائرہ اختیار سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا تھا لیکن اس کے باوجود بہت سے امور شرعی عدالت کی دسترس میں تھے اور اس نے اس ضمن میں متعدد اہم فیصلے بھی کیے ہیں۔

چوتھا مرحلہ "شریعت بل" کے نفاذ کی جدوجہد کا ہے۔ "شریعت بل" سینٹ آف پاکستان کے دو ارکان مولانا سمیع الحق اور مولانا قاضی عبد اللطیف نے ۸۵ء میں پیش کیا تھا جس کے لیے گزشتہ پانچ سال سے جدوجہد اور بحث و تمحیص ہر سطح پر ہوئی ہے۔ مختلف ایوانوں کے علاوہ قومی اخبارات اور عوامی حلقوں میں بھی اس کے بارے میں بہت کچھ کہا گیا ہے اور کہا جا رہا ہے۔ کچھ عرصہ قبل سینٹ نے شریعت بل کو متفقہ طور پر منظور بھی کر لیا تھا لیکن قومی اسمبلی ٹوٹ جانے کے باعث یہ بل اس میں پیش نہ ہو سکا اور اب پھر سینٹ میں دوبارہ منظوری کے لیے زیر بحث ہے۔

حضرات گرامی قدر! اس وقت "شریعت بل" کی تمام دفعات کی وضاحت کرنے کی تو گنجائش نہیں ہے کیونکہ وقت بہت مختصر ہے مگر بعض اہم دفعات کا تذکرہ ضروری ہے تاکہ آپ حضرات یہ سمجھ سکیں کہ اس بل کا بنیادی مقصد کیا ہے۔

شریعت بل کی سب سے اہم اور بنیادی دفعہ وہ ہے جس میں شریعت اسلامیہ کو ملک کا "سپریم لاء" قرار دیا گیا ہے۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ پاکستان میں مختلف قسم کے قوانین رائج ہیں۔ ان میں برطانوی دور غلامی کے قوانین بھی ہیں جو حصول آزادی کے باوجود بدستور چلے آ رہے ہیں اور بعض شرعی قوانین بھی ہیں۔ اس کے علاوہ رواجات بھی بعض دائروں میں قانون کے طور پر موثر ہیں مگر ان سب پر بالادستی موجودہ قانونی نظام کو حاصل ہے جو برطانوی استعمار کی یادگار ہے۔ شریعت بل میں شریعت کو ملک کا سپریم لاء قرار دے کر اس امر کا اہتمام کیا گیا ہے کہ تمام غیر شرعی قوانین کو غیر موثر بنایا جائے۔

بل کی ایک دفعہ میں شریعت کی قانونی تعریف متعین کی گئی ہے کیونکہ مختلف حلقے شریعت کے بارے میں ابہام پیدا کرنے کی مسلسل کوشش کر رہے ہیں۔ اس لیے "شریعت

بل" میں یہ طے کر دیا گیا ہے کہ شریعت سے مراد اسلام کے وہ احکام ہیں جو قرآن وسنت سے ثابت ہیں۔

ایک اور اہم دفعہ میں ملک کی تمام عدالتوں کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ مقدمات کا فیصلہ شریعت کے مطابق کریں۔ اس سے ملک کے عدالتی نظام میں انقلابی تبدیلی کی راہ ہموار ہوگی اور اس دفعہ کے نفاذ کی صورت میں لوگوں کے مقدمات کے فیصلے انگریزی قانون کے بجائے شرعی قوانین کے تحت ہونے لگیں گے۔

ایک دفعہ کے تحت قانون کے نفاذ اور عدالتی احتساب کے دائرہ میں صدر، وزیر اعظم، گورنر اور وزیر اعلیٰ سمیت ان تمام شخصیات کو شامل کیا گیا ہے جو اس وقت مروجہ قانون کے تحت عدالتی احتساب سے مستثنیٰ ہیں۔ اس کے علاوہ ملک کے معاشی نظام کو اسلام کے سانچے میں ڈھالنے کے لیے ایک نظام کار وضع کیا گیا ہے اور تعلیمی نظام کو اسلامی تقاضوں کے مطابق بنانے کے لیے طریق کار طے کیا گیا ہے۔

برادران محترم! اس مختصر تعارف سے آپ کے ذہن میں یہ بات واضح ہو گئی کہ "شریعت بل" کے نفاذ سے اصل مقصد کیا ہے۔ یہ دراصل نظام کی تبدیلی کی جدوجہد ہے اور خاص طور ملک کے عدالتی نظام کو اسلام کے سانچے میں ڈھالنے کی جنگ ہے جس میں اس وقت ہم مصروف ہیں اور آپ حضرات سے کامیابی کی دعاؤں کے ساتھ ساتھ تعاون اور حوصلہ افزائی کے بھی طلب گار ہیں۔

اب میں اس سوال کی طرف آتا ہوں جو آپ کے ذہنوں میں ضرور اٹھ رہا ہو گا کہ آخر اسلام کے نام پر بننے والے ملک اور مسلم اکثریت کے معاشرہ میں اس وقت شریعت بل پر آخر پانچ سال سے صرف بحث وتمحیص کیوں ہو رہی ہے اور یہ نافذ کیوں نہیں ہو جاتا؟ پھر یہ سوال بھی آپ حضرات کے ذہنوں کو پریشان کر رہا ہو گا کہ نفاذ اسلام کے جن تدریجی اقدامات کا میں نے ذکر کیا ہے، ان سب کے باوجود حالات میں تبدیلی کیوں نہیں آ رہی اور عملاً اسلامی احکام و قوانین کا نفاذ اور کار فرمائی کیوں دکھائی نہیں دے رہی؟

ان سوالات کے جواب میں مناسب تو یہ تھا کہ ان رکاوٹوں کا تفصیل سے ذکر اور تجزیہ کیا جاتا جو نفاذ شریعت کی راہ میں حائل ہیں لیکن وقت مختصر ہے، اس لیے میں اس سلسلہ میں سب سے بڑی رکاوٹ کا حوالہ دینے پر اکتفا کروں گا جو تمام رکاوٹوں کا سرچشمہ ہے اور

جس رکاوٹ کو راستہ سے ہٹانے کے لیے ہم گزشتہ تینتالیس سال سے اس کے ساتھ سر پھوڑ رہے ہیں۔ وہ رکاوٹ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں اجتماعی قیادت کی باگ ڈور جن عناصر کے ہاتھ میں ہے وہ نہ صرف مغربی تعلیم گاہوں کے تربیت یافتہ اور مغربی تہذیب و ثقافت سے مرعوب ہیں بلکہ اپنے معاشرہ میں مغربی نظریات و اقدار کی فکری اور تہذیبی نمائندگی کو مقصد زندگی سمجھے ہوئے ہیں۔ ویسٹرن میڈیا اسلام کے بارے میں جو شوشہ چھوڑتا ہے' وہ ان کا منشور بن جاتا ہے۔ مغرب والے اگر نفاذ اسلام کی جدوجہد پر بنیاد پرستی کی پھبتی کستے ہیں تو ہمارے یہ بھائی بھی بنیاد پرستوں سے لاتعلقی کے اظہار کو ضروری سمجھ لیتے ہیں اور مغرب میں اگر اسلامی قوانین کو فرسودہ' وحشیانہ اور ظالمانہ کہا جاتا ہے تو ان لوگوں کی زبانیں بھی انہی الفاظ کا ورد کرنے لگتی ہیں۔

میرے محترم دوستو! آپ حضرات تو خود مغرب میں رہتے ہیں' یہاں کی قیادت اور میڈیا کا مزاج آپ سے بہتر کون سمجھ سکتا ہے؟ آپ کے سامنے سب کچھ ہوتا ہے۔ عالم اسلام کے خلاف یہاں سے جو سازشیں ہوتی ہیں' آپ ان سے بے خبر نہیں ہیں اور آپ کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ پاکستان بلکہ تمام مسلم ممالک میں نفاذ شریعت کی تحریکات کو جن عناصر سے مقابلہ درپیش ہے' ان کی پشت پر مغرب خود کھڑا ہے۔ یہ صرف پاکستان کی بات نہیں دوسرے مسلم ممالک میں بھی اسلام کی بالادستی اور شریعت کے نفاذ کی جدوجہد ہو رہی ہے۔ مصر میں' مراکش میں' انڈونیشیا میں' ملائیشیا میں' الجزائر میں' تیونس میں اور دوسرے مسلم ممالک میں دینی بیداری کی تحریکات کام کر رہی ہیں' نفاذ اسلام کی جدوجہد ہو رہی ہے اور ان سب کا مقابلہ ایک ہی قسم کے طبقے سے ہے' جو مغرب سے مرعوب ہے اور مغرب پوری طرح اس طبقہ کی پشت پناہی کر رہا ہے۔ آپ حضرات یقیناً اس امر سے باخبر ہوں گے بلکہ امریکہ میں ایک باقاعدہ انسٹی ٹیوٹ کام کر رہا ہے جس کا مقصد عالم اسلام میں دینی بیداری کی تحریکات کا کھوج لگانا' ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنا اور انہیں ناکام بنانے کے منصوبے تیار کرنا ہے۔ اس انسٹی ٹیوٹ کی سربراہی امریکہ کے سابق صدر نکسن کے ہاتھ میں ہے' جنہوں نے مسلم بنیاد پرستی کی تحریکات کے تعاقب کو اپنا مشن بنایا ہوا ہے۔

ہمارا مقابلہ ان قوتوں کے ساتھ ہے۔ ہماری رفتار اگرچہ بہت سست ہے لیکن قدم

بہر حال آگے بڑھ رہے ہیں۔ ہم آپ سے دعا کے خواستگار ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کام کی صحیح رفتار نصیب فرمائیں اور نفاذ شریعت کی جدوجہد میں کامیابی سے ہمکنار کریں' آمین یا الہ العالمین۔

حضرات محترم! ان گزارشات کے بعد ایک بات اور بھی آپ حضرات کی خدمت میں عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ آپ حضرات جو مغربی ممالک بالخصوص امریکہ میں آباد ہیں' عالم اسلام اور پاکستان میں نفاذ شریعت کی تحریکات کے حوالہ سے آپ پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور وہ کون سے عملی کام ہیں جو اس سلسلہ میں آپ کر سکتے ہیں؟ آپ کا کام صرف دعا کرنا یا نیک خواہشات کا اظہار کرنا نہیں بلکہ اس سے آگے بڑھ کر آپ کو عملی جدوجہد میں شریک ہونا چاہیے اور اس کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ مثلاً ایک صورت یہ ہے کہ نفاذ شریعت کی جدوجہد کرنے والی تحریکات کو آپ مالی طور پر مضبوط بنائیں اور انہیں فنڈز مہیا کریں تا کہ وہ اپنی جدوجہد کے لیے مزید وسائل فراہم کر سکیں اور زیادہ منظم طریقہ سے کام کر سکیں۔ اس طریقہ سے آپ اس کام میں عملی طور شریک ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس وقت میں اس سے بھی زیادہ موثر اور ضروری پہلو کی طرف آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جو لابیاں یہاں بیٹھ کر مسلم ممالک میں اسلام بیزار عناصر کی سرپرستی کر رہی ہیں' ان کا مقابلہ آپ بہتر طور پر کر سکتے ہیں۔ آپ ان لابیوں کو جانتے ہیں' ان کے مزاج اور طریق کار کو سمجھتے ہیں اور ایک آزاد سوسائٹی میں رہنے کی وجہ سے ان کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ آپ کے پاس وسائل ہیں' سوچ ہے' استعداد ہے اور آپ ان تمام ذرائع تک پہنچ سکتے ہیں جو اسلام اور عالم اسلام کے خلاف استعمال ہو رہے ہیں۔ صرف اس کا احساس بیدار کرنے کی ضرورت ہے اور کام کو منظم کرنے کی ضرورت ہے۔ میں آپ کے سامنے کوئی منصوبہ پیش نہیں کر رہا' ایک اہم مسئلہ کی طرف توجہ دلا رہا ہوں اور اس کے حل کی ضرورت کا احساس بیدار کر رہا ہوں۔ اگر آپ اس کو مسئلہ سمجھتے ہیں اور اس کے لیے کوئی کردار ادا کرنے پر اپنے دل و دماغ کو تیار پاتے ہیں تو اس کا عملی طریقہ خود سوچئے۔ اگر یہودی یہاں بیٹھ کر صیہونیت اور اسرائیل کے لیے کام کر سکتا ہے تو مسلمان اسلام کے لیے کیوں نہیں کر سکتا؟ اور اگر یہودی یہاں کے وسائل اور سوسائٹی کی سہولتوں کو اپنے مذہب اور مرکز کے لیے استعمال میں لاتا ہے تو مسلمان کو بھی اس میں شرم محسوس نہیں کرنی

چاہیے۔ بہرحال میری آپ حضرات سے اور امریکہ میں رہنے والے تمام مسلمانوں سے گزارش ہے کہ وہ اسلام دشمن لابیوں کے مقابلہ کے لیے خود کو منظم کریں اور مسلم ممالک میں نفاذ شریعت کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے والے عناصر کی سرپرست لابیوں کو ناکام بنانے کے لیے جو کچھ آپ کے بس میں ہے' کر گزریں۔

محترم دوستو اور بھائیو! آخر میں ایک اور ضروری بات آپ کی خدمت میں عرض کرنا ضروری خیال کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ شریعت کے سارے احکام حکومت اور اقتدار سے متعلق نہیں ہیں' بلکہ بیشتر احکام ایسے ہیں جن پر عمل کے لیے ہمیں کسی حکومتی مشینری یا اتھارٹی کی ضرورت نہیں ہے' ہم اپنے وجود پر' اپنے خاندان پر اور اپنے ماحول پر آزادی کے ساتھ ان احکام و قوانین کا اطلاق کر سکتے ہیں۔ ایسے قوانین کا نفاذ تو ہمیں بہرحال کرنا چاہیے اور قرآن و سنت کے جن احکام پر بھی ہم عمل کر سکتے ہیں' ان پر عمل کرنا چاہیے۔ اس حوالہ سے میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے آئین میں یہ گنجائش موجود ہے کہ آپ حضرات پرسنل لاء اور بزنس لاء میں اپنی مرضی کے قوانین پر عمل کر سکتے ہیں' اس مقصد کے لیے اپنی عدالتیں بنا سکتے ہیں اور ایک بورڈ آف آربیٹریشن سپریم کورٹ سے منظور کرا کے یہ آئینی تحفظ بھی حاصل کر سکتے ہیں کہ مسلمانوں کے فیصلے پرسنل لاء اور بزنس لاء میں ان کی تسلیم کردہ عدالتوں میں ان کی مرضی کے قوانین کے تحت کیے جائیں اور ان فیصلوں کو آئینی طور پر حتمی حیثیت حاصل ہو۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ یہودیوں نے یہاں یہ تحفظات اور سہولتیں حاصل کر رکھی ہیں اور ان کی اپنی عدالتیں ان کے مقدمات کے فیصلے کر رہی ہیں۔ اگر یہ درست ہے تو پھر آپ حضرات کو اس سہولت سے محروم نہیں رہنا چاہیے۔ اگر ایک معاملہ میں ہمیں شریعت کے قوانین پر عمل کرنے کا حق اور اختیار ملتا ہے اور ہم اسے استعمال نہیں کرتے تو اس میں حکومت کا کوئی قصور نہیں بلکہ ایسے معاملات میں شریعت پر عمل نہ کرنے میں ہم مجرم ہوں گے۔ اس لیے آپ حضرات سے میری درخواست ہے کہ اس پہلو پر ضرور سوچیں اور اگر اسے اجتماعی طور پر عملی شکل دی جا سکتی ہو تو اس میں سستی اور کوتاہی سے کام نہ لیں۔ پھر اسی میں ایک پہلو یہ بھی ہے کہ وہ عناصر جو امریکی معاشرہ سے مرعوب ہو کر نفاذ اسلام میں رکاوٹیں ڈال رہے ہیں' ان کے سامنے جب یہ صورت آئے گی کہ خود امریکی معاشرہ میں مسلمان بہت سے معاملات میں

اسلامی احکام وقوانین پر عمل کر رہے ہیں اور کچھ شعبوں میں یہاں اسلام عملاً نافذ ہے تو شاید انہیں بھی کچھ عقل آ جائے اور وہ امریکی معاشرہ کی تقلید کے شوق میں ہی اسلامی احکام وقوانین کے نفاذ کی طرف پیش رفت پر آمادہ ہو جائیں۔

بہرحال میں نے مسلم ممالک میں نفاذ شریعت کی تحریکات کے ساتھ مغربی ممالک میں رہنے والے مسلمانوں کی عملی وابستگی کی تین صورتیں عرض کی ہیں:

۱۔ آپ حضرات ان تحریکات کی زیادہ سے زیادہ مالی امداد کریں۔

۲۔ مغربی ممالک میں اسلام کے خلاف کام کرنے والی منظم لابیوں کے منظم مقابلہ کا اہتمام کریں۔

۳۔ اس معاشرہ میں آپ کو جن شرعی قوانین پر عمل کرنے کا حق حاصل ہے، ان کے نفاذ اور عمل درآمد کی کوئی عملی صورت ضرور نکالیں۔

اللہ رب العزت مجھے اور آپ سب کو شریعت اسلامیہ کی بالادستی اور نفاذ کی جدوجہد میں زیادہ سے زیادہ محنت کرنے کی توفیق دیں اور عالم اسلام کو شریعت کی منزل سے جلد ہمکنار فرمائیں، آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

دو سال میں بیس پہاڑے

میرے گاؤں گیلان میں ہندوؤں کا ایک ابتدائی پاٹ شالا ہے۔ اس پاٹ شالہ کے بوڑھے گورو جی کا تمام قاعدہ ہے کہ دو سال میں بیس تک کے پہاڑے سے آگے بچوں کو پڑھنے نہیں دیتے۔ مدت ہوئی ان سے ایک دفعہ میں نے عرض کیا کہ گرو جی آپ دو سال میں بیس تک کا پہاڑہ سکھاتے ہیں؟ بولے کہ بابو اتنے پہاڑے تو میں چار مہینوں میں بھی سکھا سکتا ہوں لیکن اس کے بعد پھر میری تنخواہ کا کیا سامان ہو گا؟

(مولانا مناظر احسن گیلانیؒ "مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت")